۷۸۶

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

سنہ ۱۳۳۶ھ

فتویٰ جواز
یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

جسے

ہندوستان کے سربرآوردہ علماء احناف نے

متفقہ طور پر مدلل بحوالۂ کتبِ معتبرہ

صادر فرمایا ہے

انجمنِ نعمانیۂ ہند لاہور نے

بغرض افادۂ برادرانِ اسلام

خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں چھپوایا

لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربهم

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام فرحت انجام

فتویٰ جواز یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

مہری و دستخطی علماء کبار و فضلاء نامدار یعنی جناب مولانا ارشاد حسین صاحب

رامپوری و جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی جناب مولانا لطف اللہ صاحب

علی گڑھی و جناب مولانا احمد حسن صاحب کانپوری مولانا محمد نعیم صاحب

لکھنوی و مولانا محمد عین القضاۃ صاحب حیدرآبادی و مولانا محمد مسعود صاحب

نقشبندی دہلوی وغیرہم سلمہم اللہ تعالیٰ

انجمن نعمانیہ ہند لاہور نے افاضۂ برادران اسلام کے لئے

سنہ ۱۳۳۶ھ میں

مطبع خادم التعلیم لاہور میں چھپوایا

قیمت فی جلد ۔۔۔۔ ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین فی السراء والضراء وفی الیسر والعسر وفی النعمۃ والنقمۃ وفی الرحمۃ والزحمۃ وفی الشدۃ والرخاء وفی العطیۃ والبلاء والسلام والصلوٰۃ علی من ما اوذی نبی مثل ایذائہ وما ابتلی رسول نحو ابتلائہ ولہذا صار رحمۃ للعالمین وسید المرسلین

اما بعد خاکپائے غلامان طریقہ مجددیہ و تراب نعال درویشان سلسلۂ قادریہ احقر زمن محمد حسن عفی عنہ اس فتوے کے جمع کرنے کا باعث اس طرح عرض کرتا ہے کہ مولد و مسکن اس ذرۂ بیمقدار کا مقام کوٹلہ متصل کیرت پور ضلع بجنور ہے میرے اکثر عزیز و اقارب مخدومی مکرمی جناب قاضی محمد اسمٰعیل صاحب منگلوری کی خدمت میں بیعت ہیں لیکن راقم الحروف کو ابتدائے عمر سے خدام حضرت محبوب صمدانی قیوم ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندی فاروقی قدس اللہ تعالےٰ سرہ الاقدس سے ایک محبت خاص ہے اور للہ الشکر کہ حضرت کے خاندان عالیشان کے نسبتوں میں بواسطۂ حضرت قطب جہان غوث زمان واقفِ علوم جلی و خفی حضرت مرشدنا حافظ مولانا غلام نبی مجددی قادری للہی[1] رحمۃ اللہ علیہ مشرف ہوا حضرت مرشدنا قدس سرہ کا یہ قاعدہ تھا کہ طالب کو عموماً طریقہ قادریہ میں داخل فرمایا کرتے تھے اور سلوک مجددی طے کراتے تھے۔ اور مناسب سلوک ذکر و شغل مثل اسم ذات و نفی اثبات و نوافل و تلاوت قرآن مجید و کثرت درود وغیرہ جو کچھ کہ اس کے وقت و حال کے مفید و مناسب

[1] للہ ایک قصبہ ضلع جہلم واقع ملکِ پنجاب میں ہے ۱۲ +

ہوتا تعلیم فرماتے تھے اور عنوان طریقہ مجددیہ بھی یہی قرار پایا ہے کہ داخل چاہے کسی سلسلے میں کریں لیکن سلوک مجددی طے کرائیں چنانچہ جامع الکمالات ظاہری و باطنی مقبول الصمد حضرت شاہ رؤف احمد احمدی علیہ الرحمہ نے حضرت قطب الاقطاب غوث الاوتاد حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ کے ملفوظات المسمےٰ بہ درّ المعارف میں تحریر فرمایا ہے کہ عنوان خاندان مجددیہ بر ہمیں قرار یافتہ است کہ داخل در ہر سلسلہ میکنند و سلوک و تسلیک طریقۂ نقشبندیہ میفرمایند لیکن حضرت مرشدنا و قبلتنا علیہ الرحمہ بوقت بیعت بعد تعلیم اسم ذات و مراقبہ بطور حضرات مجددیہ و استغفار وغیرہ برعایت طریقۂ قادریہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے پڑھنے کو بھی بتعیین وقت و عدد فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگرچہ نداء و استمداد مشروع ہے اور یہ وظیفہ اُس قاعدہ سے بھی پڑھنا جائز ہے لیکن فی الواقع اسکو نداء و استمداد سے کچھ تعلق نہیں بلکہ مطلق ان کلمات میں باذن اللہ تعالےٰ تاثیر ہے کہ اگر کوئی باجازتِ کامل پڑھے تو انشاء اللہ تعالےٰ فائدہ ہو۔ چنانچہ حسبِ معمول خود اس ناچیز کو بھی فرمایا بعد داخل طریق ہونے کے جب یہ احقر حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سراپا برکت سے واپس آیا اور میرے بعض عزیز و اقارب کو کہ جن کے نزدیک یا شیخ الخ پڑھنا کفر و شرک ہے اس وظیفہ کا حال معلوم ہوا تو مجھپر طعن و تعرض شروع کئے ہرچند میں نے اُنسے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس وظیفہ کی نسبت ایسا نہیں ہے کہ جس سے معاذ اللہ کفر و شرک لازم آئے اور یہ صرف اُسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ حضرت شیخ کو متصرف مستقل و حاضر و ناظر سمجھے اگرچہ عقل سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ جو شخص خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو وہ کسی ولی یا نبی کو عیاذاً باللہ بالاستقلال ہم صفات قادر مطلق سمجھتا ہوگا هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ لیکن النادر کالمعدوم کسی جاہل اور احمق کا ایسا عقیدہ ہو بھی تو وہ کفر و شرک ہے نعوذ باللہ من ذالک مگر

افسوس کہ اُنہوں نے قبول نہ فرمایا حالانکہ مقتضاے دیانتداری یہ ہے کہ کسی
مُسلمان پر کفر و شرک کا فتوےٰ تاوقتیکہ وہ اپنے قول کی تاویل نیک نہ کرسکے
دینا درست نہیں اور ظن خیر ہی کرنا چاہیئے - اس موقع پر اگر میں اپنے اعزا
کی برادرانہ و دوستانہ شکایت کروں تو بیجا نہیں کہ بجاے اس کے کہ وہ مجھکو
تاویل کرکے کفر و شرک کے فتوےٰ سے بچاتے اُنہوں نے اور تاویل کرکے کفر و
شرک کے فتوے دئے اور اس ناچیز کی تاویلات پر مطلق توجہ نفرمائی - ع
ما ز یاراں چشم یاری داشتیم ٭ یہ قصہ ختم نہ ہوا تھا کہ گُل دیگر شگفت
یعنی اس احقر نے ایک رسالہ حضرت مجدد الف ثانی کے حالات و مقالات میں
المسمّےٰ بمقامات امام ربانی مجدد الف ثانی تحریر کیا کہ اُسپر یہ مشہور کرکے کہ
کہ راقم نے حضرت مجدد کو پیغمبر اولوالعزم اور اُنکو قضاء مبرم میں متصرف
لکھا ہے کفر کے فتوے دئیے ہرچند کہ احقر کو یقین تھا کہ یہ اعتراض و
الزام صحیح نہیں لیکن تاہم احتیاطاً وہ رسالہ حضرت جامع البرکات
ومنبع الحسنات مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی کی خدمت میں
بھیجدیا اور اُن سے التجا کی کہ آپ براہِ کرم اسکو از ابتداء تا انتہا بنظر
ملاحظہ فرمالیں اور یہ بھی عرض کیا کہ بعض لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ
اس میں حضرت مجدد کو پیغمبر اولوالعزم اور اُنکو قضاء مبرم میں متصرف
لکھا ہے اگر آپ کے نزدیک معترضین کے اعتراض بجا ہوں تو آگاہ فرمائیے
کہ میں اُس کی اصلاح کردوں چنانچہ مولانا ممدوح نے بعد ملاحظہ رسالہ
مذکور اپنا نوازش نامہ اِن الفاظ میں بھیجا - از بندہ رشید احمد عفی عنہ
عنایت فرماے بندہ مولوی محمد حسن خانصاحب - بعد از سلام مسنون
مطالعہ فرمایند آج آپکا خط آیا مقامات حضرت مجدد قدس سرہ بھی
بندہ دیکھ چکا آپ نے اچھی کتاب لکھی ہے اور جو کچھ نقل حکایات سادات
نقشبندیہ کی ہیں اُس میں آپکا قصور بتانا نہایت نادانی ہے آپ ناقل ہیں

اور جو کچھ اُن حضرات کا ارشاد ہے وہ سب صحیح اور درست ہے جو نادان اس
حالت پر تکفیر کسی کی کرے وہ بسبب ناواقفیت کے کہ معنے کلام کے نہیں سمجھا
پہلے بھی حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی ایسی ہی کم فہمی کے سبب تکفیر ہوئی تھی مگر
حاشا و کلا وہ بری ہیں کفر و فسق سے اور تمہارا کوئی اس میں قصور نہیں ہے
تم محض ناقل ہو اور معنی اُن رموز کے درست و صحیح ہیں بندہ اُن سادات
کا نہایت معتقد اور اُنکی عقیدت اور محبت کو جزو ایمان جانتا ہے اور آپ
کی اس تصنیف کو عمدہ جانتا ہے اس میں آپ کی محبت اس خاندان عالیشان
سے معلوم ہوئی بندہ بھی اس خاندان میں منسلک ہے اس میں کوئی کلمہ
کفر کا معاذ اللہ نہیں اور جو کلام کسیکے نزدیک موہم ہے وہ بندے
کے نزدیک محمل درست رکھتی ہے اس کتاب کو بندہ بھی رکھنا چاہتا
ہے قیمت سے مطلع فرماویں ارسال کروں البتہ کاتب نے بہت غلطی
کی باوجود غلطنامہ کے بہت غلطیاں باقی ہیں بہرحال بندہ کے
نزدیک سب تحریر آپ کی درست ہے اور جو کسی جگہ موہم ہے وہ محمل
نیک رکھتا ہے اور حضرات کا کلام بالکل پاک عیب سے ہے کتاب عمدہ
لکھی ہے مطمئن رہیئے کچھ پروا نکریں کسی کی طعن ٹلانے کا تو بندہ کو
مقدور نہیں مگر بندہ کے نزدیک کوئی اس میں وجہ کفر و فسق کی نہیں
ہے جس نے تکفیر کی خطا کی بدون سمجھے لکھ دیا بعض کتب جس سے
ماخذ آپ کی کتاب کا ہے بندے کے پاس بھی ہیں میرے والد ماجد شاہ
غلام علی صاحب قدس سرہ کے خلیفہ تھے بندے کو اس خاندان سے
محبت قلبی آبائی ہے انتہے -

جناب مولانا صاحب کے اس جواب کو پڑھکر میری اپنی بھی تسلی ہوگئی
اور معترضین کی جانب سے بھی بعد از آں کچھ نہ سُنا البتہ یا شیخ کے انکار
میں غلو و مبالغہ اس شدت و درجہ کو پہونچا کہ اس معدن عصیان کے پیچھے

نماز ناجائز ٹھہری اور یہ کہا کہ جناب قاضی صاحب نے (یعنی جناب قاضی محمدؐ اسمٰعیل صاحب منگلوری جنسے کہ میرے اکثر اعزا بیعت ہیں) حکم دیا ہے کہ تیرے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے کہ جو شخص یا شیخ الخ پڑھتا ہو اُس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ نماز پڑھنے نہ پڑھنے کا تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس سوءظنی پر خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو رفتہ رفتہ بھائی بندوں سے نوبت بہ قطع رحم پہونچے اوس وقت میں نے عریضہ مندرجۂ ذیل جناب قاضی صاحب کیخدمت میں اس غرض سے روانہ کیا کہ اس وظیفہ کی نسبت جو میرا عقیدہ ہے وہ اُنپر ظاہر ہو جائے اور اُن کے دل میں جو میری جانب سے سوءعقیدت کی بدگمانی ہے وہ رفع ہو جائے اور جب اُن سے صفائی ہو گئی تو اُن کے مُرید خود بخود بدرجۂ اولےٰ صاف ہو جائیں گے اور جو اندیشہ آپس کے ملال کا ہے وہ قطعی جاتا رہے گا۔

عریضہ بخدمتِ شریف جناب قاضی محمدؐ اسمٰعیل صاحب منگلوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ

از محمدؐ حسن بموقف عرض جناب قاضی محمدؐ اسمٰعیل صاحب دام لطفکم بعد سلام مسنون الاسلام نیاز انضمام اینکہ ایک شخص نے مجھسے بیان کیا کہ تیرے پیچھے قاضی صاحب نے نماز پڑھنی ناجائز فرمائی ہے کہ تو یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا جائز رکھتا ہے اور پڑھتا ہے ہر چند کہ کوئی کسی کے کافر کہنے سے نہ کافر ہوتا ہے اور نہ نماز پڑھانے سے نجات ہے لیکن اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ واسطے رفع بدگمانی کے جو حقیقت حال ہے وہ گزارش کرتا ہوں اس مسئلہ خاص کی نسبت مجھکو یاد پڑتا ہے کہ میں نے

آپ سے زبانی بھی عرض کیا تھا کہ میں اوس طور سے اس کو جائز نہیں رکھتا جس طور سے علما اس کو شرک کہتے ہیں بلکہ میرا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جو شخص حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حاضر ناظر یا عالم الغیب یا حاجت روائے مطلق سمجھکر اس کو پڑھے تو یہ پڑھنا شرک و کفر لیکن اگر بلا عقیدۂ مذکورۂ بالا ان کلمات کی برکت سے باذن اللہ تعالےٰ طلب فیض و حل مشکلات چاہے تو جائز بلکہ معمولات بعض مشایخ جیلانیہ سے ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انتباہ میں تحریر فرمایا ہے کہ بعضے اصحاب قادریہ یا شیخ را برائے حصول مطالب بایں طور ختم مے کنند کہ اول دو رکعت نفل بعد ازاں یک صد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یک صد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی و نیز خیر الدین رملی نے کہ صاحب در مختار کا اوستاد ہے اور دُر مختار کے بہت مسائل میں اوس کا حوالہ دیا ہے اپنے فتاوے خیریہ میں اس طرح لکھا ہے کہ یا شیخ عبد القادر فھو نداء واذا اضیف الیہ شیئ للہ فھو طلب الشیئ اکراماً للہ فما الموجب لحرمتہ و نیز حضرت خواجہ محمدؐ معصوم صاحب فرزند جانشین قیومیت حضرت مجدد علیہم الرحمۃ نے کہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ کے پیران کبار سے ہیں اپنے مکتوب ایک سو ساٹھ جلد سوم میں اس کا جواز لکھا ہے علاوہ ازیں اور بہت سے علماء اس کے جواز کے قائل ہیں حضرت مولانا و مرشدنا قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ یا شیخ الخ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حضرت غوث الاعظم بر وقت پڑھنے اس کے حاضر ہو جاتے ہیں یا آواز سُنتے ہیں بلکہ مطلقاً ان کلمات میں تاثیر ہے انشاء اللہ تعالےٰ اور یہ تاثیر کوئی خلاف عقل و نقل نہیں ہے بہت سے ایسے رقیہ ہیں کہ وہ کلمات قرآن مجید سے نہیں ہیں

اور اون میں بحکم الٰہی تاثیر ہوتی ہے مثلاً دفع وبا کے واسطے آپ ہی کا معمول ہے کہ یہ عبارت لکھکر دروازے پر لگائی جاتی ہے۔ عبد اللہ کا پوت آمنہ کا جایا بھاگ ری وبا محمد صلے اللہ علیہ وسلم آیا یا آنکہ اصحابِ کہف کے نام حفظ غرق و حرق کے واسطے مفید ہیں اور اگر کوئی شخص حضرت غوث پاک کی طرف متوجہ ہو کر بلا عقائد شرکیہ اس کلام کو پڑھے اور حضرت غوث پاک باذن اللہ تعالے اوسکو سُنیں اور اُس غریب کے حال پر توجہ فرمائیں تو اللہ جل شانہٗ کی قدرت اور اولیاء اللہ کی خاصہ اور کرامت سے کچھ بعید بھی نہیں واللّٰہ یختص برحمتہٖ من یشاء شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں حضرت غوث الاعظم کے کلام سے نقل کیا ہے فرمودند ہر کہ استعانت کند بمن در کربتے کشف کردہ شود آن کربت ازو و ہر کہ منادی کند بنام من در شدتے کشادہ شود آں شدت ازو و ہر کہ توسل کند بمن بسوئے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آں حاجت مرا اور حضرت میرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ سے مقامات مظہریہ میں منقول ہے میفرمودند التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد با ہیچ کس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ارباب حاجات از اعزہ احیا و اموات درآں مخاوف و مہالک. مدد ہا طلب مے نمایند و مے بینند کہ صور آں اعزہ حاضر شدہ دفع بلیہ از آنہا نمودہ است گاہ است کہ آں اعزہ را از دفع آں بلیہ اطلاع بود و گاہ نبود از ما و شما بہا نہ ساختہ اند ایں تشکل لطائف آں اعزہ است و ایں تشکل گاہ در عالم شہادت بود گاہ در عالم مثال چنانچہ در یک شب ہزار کس آں سرور را علیہ وعلٰے آلہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب مے بینند

و استفادہ ہا مے نمایند اینہمہ تشکل صفات و لطائف اوست علیہ وعلٰے آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورت ہائے مثالی و ہمچنیں مریدان از صورت مثالی پیران استفادہ ہا مے نمایند و حل مشکلات مے فرمایند مگر تعجب کہ یا شیخ الخ کے پڑھنے کو تو آپ کفر و شرک فرمائیں کہ اس میں استعانت و سوال بالغیر ہے اور خود نور محمدی کے چھبیسویں سوال کے جواب میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں جو مرید بیچ حل ہونے کسی مشکل کے محتاج شیخ کا ہو شیخ کے تئیں قلب میں حاضر لاکر زبان دل سے سوال کرے البتہ روح شیخ کی ساتھ اذن اللہ تعالے کے اپنا عکس ڈال سکے مگر ربط ساتھ شیخ کے کامل اور بخوبی ہو حالانکہ جس طرح یا شیخ الخ میں موجب شرک استعانت و سوال بالغیر ہے اسیطرح اسمیں بھی استعانت و سوال بالغیر موجود ہے پس آیہ ایاک نعبد و ایاک نستعین و حدیث اذا سئلت فاسئل اللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ جس طرح یا شیخ الخ پر وارد ہوتی ہے اسی طرح جناب کی تحریر پر بھی وارد ہوتی ہے اور رابطہ کی جو آپ نے قید لگائی ہے اُس سے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ با رابطہ جائز اور بلا رابطہ شرک بلکہ قید مذکور سے تو یہہ مطلب پایا جاتا ہے کہ بلا رابطہ چنداں مفید نہیں ہے ہاں اس قدر فرق ہے کہ آپکی مراد شیخ سے شاید شیخ زندہ ہے اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بقید حیات ظاہری نہیں ہیں لیکن بعقائد اہل سنت و جماعت اولیاء اللہ کو حیات دائمی حاصل ہے لقولہ تعالے بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تذکرۃ الموتے والقبور میں فرماتے ہیں کہ حق تعالے در حق شہداء میفرماید بل احیاء عند ربہم مراد شاید آں باشد کہ حق تعالے ارواح شاں را قوت اجساد میدہد ہر جا کہ خواہند سیر کنند و ایں حکم مخصوص بشہدا نیست انبیا و صدیقان از شہدا افضل اند و اولیاہم

در حکم شہید اند کہ جہاد با نفس کردہ اند کہ جہاد اکبر است رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ازاں کنایہ است و لہذا اولیاء اللہ گفتہ اند ارواحنا اجسادنا اجسادنا ارواحنا یعنی ارواح ما کار اجساد میکنند و گاہے اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح مے برآیند و مے گویند کہ رسولخدا را سایہ نبود صلے اللہ علیہ وسلم ارواح ایشاں در زمین و آسمان در بہشت ہر کجا خواہند میروند و دوستاں و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمناں را ہلاک مے نمایند و از ارواح شاں بطریق اویسیہ فیض باطنی میرسد انتہے۔ اور قاضی صاحب موصوف الصدر اپنی تفسیر مظہری میں اسی آیت کے نیچے بزبان عربی اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

ان اللہ یعطی لارواحہم (اے لارواح الاولیاء) قوۃ الاجساد فیذہبون من الارض والسمآء والجنۃ حیث یشاؤن وینصرون اولیائہم ویدمرون علی اعدائہم انشآء اللہ تعالے ولذلک قالت الصوفیۃ العلیۃ ارواحنا اجسادنا اجسادنا ارواحنا وقد تواتر عن کثیر من الاولیاء انہم ینصرون اولیاءہم ویدمرون اعدائہم ملخصاً حضرت قاضی صاحب کی ہر دو عبارت مذکورۂ بالا سے کہ جنکو دو شاہد عدل کہنا چاہئے ارشاد الطالبین کے اُس مقام کا بھی جواب ہو سکتا ہے جو آپنے اس احقر کے دکھلانے کے واسطے بھیجا تھا اور نیز جسکا تذکرہ آپنے فیضانِ محمدی کے حاشیہ پر کیا ہے بلکہ ان عبارات سے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ارشاد الطالبین کی وہ عبارت شاید اصل مصنف کی عبارت ہی نہیں لیکن اگر اُس عبارت کو اصل مصنف کی عبارت تسلیم بھی کر لی جائے تاہم کوئی ہرج نہیں اور یہی کہا جائیگا کہ ارشاد الطالبین میں جو منع از استمداد ہے اُس سے استمداد بالاستقلال مراد ہے کہ وہ کسی کے نزدیک جائز نہیں ورنہ قاضی صاحب کی اپنی تحریرات میں اختلاف واقع ہوتا ہے اور نیز

اُن کے پیران کبار کی تحریر و تقریر کے مخالف ہے کما مر اور اگر یہ تاویل بھی نہ کی جائے تو بھی کچھ مضایقہ نہیں مزید براں ینست کہ یہہ مسئلہ اختلافی ہے مسائل اختلافی میں یہہ ضرور نہیں کہ فریق مجوزین کی خواہ مخواہ تردید کیجائے اور قول مانعین تسلیم ہی کیا جائے اور اگر یہی قاعدہ ہے تو فقہا بلکہ تمام عالم پر عافیت تنگ ہوتی ہے مثلاً شافعیوں میں بعض ایسے ارکان نماز ہیں جو حنفیوں میں مفسد نماز ہیں تو اس قاعدے سے شافعیوں کے نزدیک حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی اور حنفیوں کے نزدیک شافعیوں کی نہیں ہوتی یا جیسے ذکر جہر آپ کے نزدیک جائز ہے اور آپ اوس کو کرتے ہیں حالانکہ مائۃ مسائل ہیں بجواب سوال نمبر ہے ذکر جہر در مذہب حنفیہ بدعت است مگر جائیکہ دراں ذکر جہر آمدہ مثل اذان زنجیرہ دراں بدعت نیست سوائے آں بدعت است قال فی فتح القدیر والاصل فی الاذکار الاخفاء والجہر بہا بدعت انتہی جائیکہ بدعت را مطلق گزارند بدعت سیئہ مراد باشد چنانچہ از عبارت کتب فقہیہ معلوم میشود وفی غایۃ البیان شرح الہدایہ فی تعلیل مذہب ابی حنیفہ لان الجہر بالتکبیر بدعت وفی البحر ان الجہر بالتکبیر بدعت فی کل وقت الا للمواضع المستثنیات وصرح قاضی خان فی فتاواہ بکراہیۃ الذکر جہرا وتبعہ علی ذلک صاحب المصفی وفی فتاوی العلامیہ ویمنع الصوفیہ من رفع الصوت والصفق والصرح فی البحر بہ المغنی شرح التحفہ ومنع علی من یفعلہ مدعیا انہ من الصوفیہ و فی البرہان شرح مواہب الرحمان رفع الصوت بالذکر بدعت لمخالفتہ **قولہ تعالےٰ** واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول و قولہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر الذکر الخفی فیقتصر فیہ علی مورد الشرع وقد ورد فی الاذان کذا فی رسالۃ محمد عابد الاسدی الانصاری و آنچہ در بعضے احادیث ذکر

ثابت شدہ و بغیر مواضع متقرر پس بنا بر تعلیم است چنانچہ در شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری تصریح کردہ است من شاء فلینظر۔ اب اگر قاعدہ تردید قول مجوزین و تسلیم قول مانعین پر عمل کیا جائے تو ذکر جہر سے قطعی خاموش ہونا چاہیئے۔

یا آنکہ مسجدوں میں آواز بلند کرنا خواہ ذکر ہی سے کیوں نہو بقول بعض فقہا حرام ہے چنانچہ ملا علی قاریؒ نے شرح شفا و شرح حصن حصین میں لکھا ہے قد صرح بعض علمائنا بان رفع الصوت حرام فی المسجد ولو بالذکر انتہی ظفر جلیل میں زیر قول فلذلک استحبوا ان یمد صوتہ بقول لا الہ الا اللہ لکھا ہے یعنی دراز کرے آواز اپنی ساتھ قول لا الہ الا اللہ کے پھر جاننا چاہیئے کہ درازگی ذکر سے چلانا نہیں سمجھا جاتا ہے کہ چلانا منع ہے اور تصریح کی بعض علماء ہمارے نے کہ آواز بلند کرنی حرام ہے مسجد میں اگرچہ ساتھ ذکر کے ہو انتہی لیکن آپ کے حلقہ و صحبت سے جو شور و غل مسجد میں ہوتا ہے وہ محتاج کسی بیان کا نہیں ہے ظاہر ہے کہ یہ شور آپ کے نزدیک جائز ہی ہوگا جو آپ روا رکھتے ہیں لیکن اگر قول مانعین ہی پر عمل درآمد کا دستور ہے تو ایسا حلقہ جس میں کہ احتمال شور و غل ہو مسجد میں ہونا نہ چاہیئے بلکہ خارج از مسجد ہوا کرے۔ یا مثلاً ارشاد محمدی کے بارہویں ارشاد میں طریقہ درود خوانی ایجاد خود میں جو حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلّم کی تصور کو تحریر فرمایا ہے کہ کسی وقت باوضو خلوت میں بیٹھے اور اس اس طرح ایسے ایسے متبرکا خیال کرے اور اُس پر ذات اقدس آنسرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بہ تخیل صحیح بہ ادب لحاظ کرے اور جو کچھ دیر اُس میں مستغرق رہے سے تا پھر تصور کرے کہ صرف آں سرور عالم صلعم ساتھ لباس سبز یا نہایت سفید براق خوشبو لگائے ہوئے اور موئے شریف چکنے چکنے شانہ کئے ہوئے مانگ نکالے ہوئے بال مبارک قریب لو کان کے یا لضف گردن شریف یا مونڈھوں تک الخ اور حالانکہ صراط مستقیم میں اس قسم کے اشغال کی نسبت اس طرح لکھا ہے

حال این شغل از احوال تصویر معلوم میتواں کرد چہ ساختن صورت گناہ کبیرہ عظیمہ است و نگاہ کردن دران خصوصاً بہ تعظیم و توقیر البتہ حرام و قول حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام کہ قوم خود را خطاب فرمودند ما ھٰذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون باطلاق خود دلالت دارد بر آنکہ عکوف پیش تماثیل ممنوع است و معنی عکوف لزوم حضور است نشستہ یا ایستادہ بہ تعظیم و ادب و محبت و شک نیست کہ ہر کہ با صورت ظاہری این عمل کند البتہ آثم و گنہگار است و تفاوت در عمل آن آثم و گنہگار و شغل این سالک طالب راہ حق ہمیں قدر است کہ در اول تصویر رنگین بر قرطاس یا مثل وے خواہد بود و در ثانی تصویر تمام صورت بلون جلد و اشعار و خط و خال در صفحۂ خیال خواہد بود و ہر چند بظاہر صورت پرستی ہست لیکن در باطن صاف صورت پرستی نسبت صورت ظاہر آں قدر دقائق تصویر را حکایت نمے کند کہ صورت خیالی میکند با وجودیکہ ہر دو بے جان اند پس در معنی تصویرے صورت خیالی ازید ست از صورت قرطاسی چہ فرق درمیان ہر دونمے تواند شد مگر باینکہ در صورت اول در انتظام ظاہر شرع تخلل راہ مے یابد و در صورت ثانی انتظام ظاہری را آسیبے نمیرسد لیکن قبحیکہ بہ نسبت تاثیرش در نفس فاعل این کار است در صورت دوم ازید از صورت اولے است پس باین وجہ میباید کہ حرام باشد آب اگر قول مانعین ہی مسلم رکھا جائے تو اس طریقہ سے بھی احتراز چاہیئے یا مثلاً مسئلہ توحید وجود کہ قطع نظر از علماء ظواہر کہ اکابر صوفیہ بھی اس کو پسند نہیں کرتے چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرّحمہ فرماتے ہیں کہ توحید وجودی کہ نفی ماسوا و یک ذاتست تعالےٰ و تقدس با عقل و شرع در جنگ است لیکن چونکہ آپ کے نزدیک جائز اور حق ہے آپ اوس کے رواج دہی میں رسالہ و کتابیں چھپوا چھپوا کر ہر خواندہ و ناخواندہ

کو دیتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ نہ ضروریات شریعت سے ہے نہ طریقت سے بلکہ
ایک معاملہ حالی ہے کہ اوسکو قال میں لانا ضرور نہیں ایک بزرگ نے جناب
رسولِ خدا صلعم کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ مسئلۂ
وحدت الوجود کی نسبت کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا صلعم کہ صاحب الحال
معذور و صاحب القال مغرور اس مقام کے مناسب ایک فقرہ مکتوبات مجددیہ
کا نقل کرتا ہوں عجب است کہ بسیارے از صوفیان عوام را بایمان کشفیہ
والہامیہ خود ہمچو وحدت وجود مثلاً دلالت میکنند و ترغیب بہ تقلید
آنہا مے نمایند و بر عدم آں ایمان تہدیدات مے کنند کاش دلالت بر عدم
انکار ایں امور مے نمودند و بر منکران تہدیدات مے فرمودند چہ ایمان
دیگر است و عدم انکار دیگر ایمان ایں امور لازم نیست امّا از انکار اینہا
محافظت باید نمود تا مبادا انکار ایں امور بہ انکار ارباب ایں امور کشد
و با ولیاے حق جلّ و علا بغضے و عداوتے پیدا کند بر وفق آراے علماے
اہلِ حق کار باید کرد و از کشفیہ صوفیہ بحسن ظن سکوت باید ورزید و بلا و نعم
جراُت نباید کرد ھذا ھو الحق المتوسط بین الافراط والتفریط
واللہ سبحانہ الملھم للصواب اور اسی طرح صراطِ مستقیم میں
لکھا ہے پیشواے ما یعنے محمد مصطفٰے صلّے اللہ علیہ وسلّم بآں امر نفرمودہ
وہمگر لب بہ بیان آں نہ کشودہ (توحید وجود ۱۲) پس مارا ازآں چہ سود اگر امرے کار
آمدنی ما بود بطور صوم و صلوٰۃ برآں آگاہ مے فرمود حریص علیکم
بالمؤمنین رؤف رحیم شان اوست پس سکوت ازاں بہتر است
کہ مارا غرضے بآں متعلق نیست۔ زیادہ کیا عرض کروں ؎
اندکے پیش تو گفتم غمِ دل ترسیدم ٭ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
اب اس عریضہ کو حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکاتیب کے
ایک فقرے پر ختم کرتا ہوں اگر لفظے صادر شدہ است کہ مطابقت بعلوم شرعیہ

ندارد آنرا باندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را
متہم نباید کرد اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہرگاہ در شریعت حرام و منکر باشد
تفضیح مسلمانے بمجرد اشتباہ چہ مناسب بود و شہر بشہر آن منادی کردن
کدام تدیّن باشد طریق مسلمانی و مہربانی آنست کہ کلمہ کہ ظاہرش مخالفِ
علوم شرعیہ است اگر از شخصے صادر شود باید دید کہ قائل آں کیست اگر
ملحد و زندیق بود رد آں باید کرد و در اصلاح آں نباید کوشید و اگر قائل
آں کلمہ از مسلمانان بود و ایمانے بخدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن
او باید کوشید و محمل صحیح از براے آں پیدا باید نمود یا ازاں قائل حل آں
باید طلبید و اگر در حل آں عاجز آید نصیحتش باید کرد امر معروف و نہی منکر
بر رفق اولے است کہ باجابت نزدیکست و اگر مقصود اجابت نباشد تفضیح
مطلوب بود امر دیگر است اللہ تعالٰے توفیق دہاد۔ غرض ترسیل عریضہ ہذا
سے اظہار حق ہے نہ مجادلہ و مناظرہ امید کہ جناب براہ کرم اس کے جواب تحریری
لا و نعم سے معزز فرمائینگے ورنہ سکوت مفید قبول تصور کیا جائیگا۔ والسّلام
علے من اتبع الہدےٰ فقط

کمترین محمد حسن از کوٹلہ کیر تھیور

جواب از جانب جناب قاضی محمد اسمٰعیل صاحب منگلوری

عنایت فرماے برحال بندہ منشی محمد حسن خان صاحب سلّمہٗ!
بعد السّلام علیکم کہ طریقہ اہل اسلام ہے واضح راے باد خط آپکا دربارۂ
استفسار مسئلہ آیا حال معلوم ہوا میں تو ایک شخص محض ناخواندہ ہوں
مسائل علما سے دریافت کر لیتا ہوں مفتی میں نہیں جو عالم فتوے دیتے
ہیں اُسپر عمل کر لیتا ہوں اور جو ہو سکے آپ کو گنہگار جانتا ہوں سو
تمہارے بھائی نے علما سے مسئلہ دریافت کیا اوسپر جو مفتیوں نے

فتوے دیدیا اسکو دیکھ لو باقی مجھے تو تحقیق ہے جو صاحب نسبت اور اسکی روح سے رابطہ رکھتا ہو اوس کو جائز اور میں کچھ کہ سکتا وہ قابل اعتبار نہیں اور شرک اور کفر بھی ہے اور مسائل مختلفہ کو جو آپ نے لکھدیا ہے کفر و شرک کی بحث میں نہیں چنانچہ مولوی محمد قاسم سے لیکر حضرت محی الدین بن العربی رحمۃ اللہ علیہم کی تحریر ہے دوسرے کا شروع حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے مردی ہے میرے دونوں پیشواے طریقت ہیں نہ میری سمجھ سے دونوں باہر ہیں اور نزاع لفظی ثابت ہے ع

کار پاکان را قیاس از خود مگیر۔ قول ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔

علماء سے دریافت کرو اور فتوے کو دیکھ لو اور ناراض نہو اور جو مجھسے دانست اور نادانست میں خطا ہوئی معاف فرماؤ باقی خیریت ہی فقط

محمد اسمٰعیل

بجواب نیاز نامۂ کمترین جناب قاضی صاحب نے سرافراز نامہ مندرجۂ بالا اپنے دست مبارک سے لکھکر احقر کے پاس بھیجا لیکن اس میں کوئی قطعی بات نہ نایب قلم فرمائی نہ یہی تحریر فرمایا کہ ہم نے تیرے پیچھے نماز پڑھنے کو فلان فلان وجہ سے منع کیا ہے اور نہ یہی ارشاد فرمایا کہ نہیں منع کیا اور احقر نے جو وجوہات جواز وظیفہ یا شیخ الخ لکھیں تہیں اُس کے بارے میں بھی ارقام نہ فرمایا کہ درست ہیں یا نا درست بلکہ یہ تحریر فرمانا کہ علماء سے دریافت کرو اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ جو کچھ جواز کے وجوہات اس لاشئے نے عرض کی تھیں وہ قبول نہیں فرمائیں بنابرآں اکابر علماے وقت کی خدمت میں اس مسئلہ کا استفتا کیا چنانچہ وہ استفتا مع جواب کے ذیل میں درج کرتا ہوں اور یہہ باعث ان فتووں کے جمع کرنے کا ہوا امید کہ اِس جواب کے دیکھنے سے ہمارے اعزہ کی تسلی و اطمینان ہوجائیگا اور جو اُن کے دلوں میں شک و شبہے ہیں وہ بالکل

رفع ہو جائینگے بشرطیکہ وہ شکوک لاعلمی و ناواقفی سے ہوں اور اگر خدانخواستہ نصیب اعدا تعصب و نفسانیت سے ہیں۔ تو ع۔

بگو بمیر کہ این درد را دوائے نیست ٭ اس فتوے سے کیا ہزار فتووں سے بھی اطمینان نہ ہوگا ؎ ہر کہ او روے بہ بہبود نداشت ٭ دیدنِ روے نبی سود نداشت ٭ لیکن جناب قاضی صاحب کی منصف مزاجی سے امید قوی ہے کہ اُنکے خاطر مبارک سے تو اس وظیفہ کی نسبت قطعی اعتراض جاتے رہینگے اول تو اِس وجہ سے کہ یہہ استفتا اُن کے ایما سے کیا کہ اُنہوں نے اپنے والا نامہ میں تحریر فرمایا تھا کہ علماء سے دریافت کرو جس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ جو کچھ وہ فتوے دیں درست ہے سو بفضلہ تعالے اُن کی دعا سے اکابر علما تو اس عاجز کے ہمقلم و ہمزبان نکلے دوسرے اِسوجہ سے کہ جناب قاضی صاحب کا بالکل دار و مدار علماء ہی کے فتووں پر ہے چنانچہ اپنے ارشاد نامہ مرقومۂ بالا میں تحریر فرمایا ہے کہ میں تو ایک شخص ناخواندہ ہوں مسائل علماء سے دریافت کرلیتا ہوں مفتی میں نہیں جو عالم فتوے دیتے ہیں اُسپر عمل کرلیتا ہوں اب یہہ فتواے علما حاضر ہے عمل کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے فتوے کو فرمایا تھا وہ حاضر کردیا۔ ما علی الرسول الا البلاغ۔ جناب قاضی صاحب نے اپنے والا نامہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مجھے تو تحقیق ہے کہ جو صاحب نسبت اور اُس کی روح سے رابطہ رکھتا ہو اس کو جائز ہے انتہیٰ۔

جناب ممدوح نے اپنی تحقیق تو تحریر فرمائی لیکن اس تحقیق کے ماخذ کا حوالہ نہ دیا کہ مخالف کی بھی تسلی ہو جاتی اور تاوقتیکہ اس کا ماخذ معتبر نہ معلوم ہو جائے اس تحقیق کے قبول کرنے میں تامل ہوگا اوّل تو اسوجہ سے کہ یہہ کوئی فقہ کا قاعدہ نہیں کہ ایک فعل ایک شخص کے

واسطے شرک ہو۔ اور وہی فعل دوسرے کے واسطے درصورت ثبات عقل
و بلوغت جائز ہو ھٰذا من اعجب الاعجوبات کیونکہ تکلیف شرع
ہر بالغ و عاقل پر خواہ وہ ولی ہو یا غیر ولی یکساں ہے ہاں اگر جناب ممدوح
اس طرح اپنی تحقیق تحریر فرماتے کہ جو صاحب نسبت و رابطہ ہو اُسکو
اس وظیفہ کا پڑھنا مفید اور دوسرے کو لاحاصل تو البتہ بادی النظر
میں گنجائش تھی اور بالفرض اگر جناب ممدوح کی تحقیق کو براہ حُسن ادب
صحیح ہی تسلیم کر لیا جائے تو غالباً اُس کا بھی نتیجہ یہی نکل آئیگا کہ اس وظیفہ
کے کسی پڑھنے والے پر فتوائے شرک نہیں دیا جا سکتا کیونکہ رابطہ و
نسبت ایک باطنی امر ہے کہ جس کی اطلاع دوسرے کو ضرور نہیں اور جب
یہہ صاف طور سے ظاہر نہ ہوا تو بدیں خیال کہ شاید پڑھنے والا صاحب
نسبت و رابطہ ہو فتوائے کفر و شرک بھی نہیں دے سکتے بلکہ بمقتضائے
ظَنُّوْا الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا یہی گمان کرنا اولٰے ہوگا کہ ممکن ہے کہ
وُہ شخص صاحب نسبت و رابطہ ہو اور اُس کو پڑھنا جائز ہو اور اُسکی
تحقیقات ہر خوانندۂ وظیفۂ مذکورہ سے کہ تو صاحب نسبت و رابطہ
ہے یا نہیں مخالف قولہ تعالٰے لَا تَجَسَّسُوْا ہے البتہ اگر کسی شخص
نے اپنا شیوہ و عادت مسلمانوں پر ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر فتوائے
کفر و شرک دینا ٹھہرا لیا ہو اور اسی کو اپنا کمال ایمان و تقوے
سمجھا ہو تو ع خوئے بد را بہانۂ بسیار ✤
اس وظیفہ پر کیا موقوف ہے ہزاروں وجوہات تلاش کر لیگا۔
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ
لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ✤

استفتاء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پڑھنا یا شیخ عبد القادر جیلانی
شیئاً للّٰہ کا شرک ہے یا جائز اور اگر شرک ہے تو جو شخص اُس کو
جائز رکھتا ہو یا پڑھتا ہو اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں
اور اگر نادرست ہے تو جو نماز اُس کے پیچھے پڑھی ہو اُس کا
اعادہ چاہیئے یا نہیں بیّنوا توجروا ✤

جواب

اس وظیفہ کا پڑھنا جائز اور معمولات بعض مشایخ جیلانیہ سے ہے
چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انتباہ فی
سلاسل اولیاء اللہ میں فرمایا ہے کہ بعضے اصحاب طریقۂ قادریہ یا
شیخ را برائے حصول مطالب بایں طور ختم میکنند کہ اول دو رکعت نماز
بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یکصد و یازدہ بار شیئاً للّٰہ
یا شیخ عبد القادر جیلانی انتہی اور جو شخص اس کو پڑھتا ہو اس کے
پیچھے نماز درست اور بعض جو اس کے پڑھنے کو شرک و کفر کہتے ہیں و
آیہ ایاک نعبد و ایاک نستعین اور والّذین تدعون من
دون اللہ الخ اور لا تدع من دون اللہ الخ وحدیث اذا سالت
فاسئل اللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ سے جو اُس کے عدم
جواز کا استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ آیات والّذین تدعون
من دون اللہ الخ ولا تدع من دون اللہ الخ کافروں کے حق میں
آئی ہیں کہ بتوں کو ندا کرتے تھے لیکن اصول کا قاعدہ ہے کہ اللفظ للخصوص

والعبرة للعموم ہے اُس صورت میں ہے کہ حضرت شیخ کو وسیلہ نہ سمجھتا ہو
بلکہ بالاستقلال حاضر و ناظر و متصرف و حاجت روا سمجھے کہ صریح کفر و شرک
ہے اور اگر وسیلہ و مظہر عون الٰہی جانتا ہو تو جائز و روا ہے حضرت شاہ
عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر آیہ ایاك نعبد و ایاك نستعین
تحریر فرمایا ہے کہ استعانت از غیر بوجہیکہ اعتماد بر آں غیر باشد و اورا مظہر
عون الٰہی نداند حرام ست و اگر التفات محض بجانب حق است و اورا
یکے از مظاہر دانستہ و نظر بکار خانۂ اسباب و حکمت او تعالے در آں
نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز
جائز و روا است و انبیا و اولیا ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در
حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است انتہی
توسل و استعانت با ارواح اولیا سیرت سلف و خلف صالحین سے
ہے چنانچہ جذب القلوب میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
لکھا ہے ابن ابی شیبہ بسند صحیح آوردہ است کہ در زمان عمر رضی اللہ عنہ
قحطے اُفتاد شخصے بقبر شریف نبوی آمد و گفت یا رسول اللہ استسق
لامتك فانهم قد هلكوا آنحضرت در خواب او آمد و فرمود برو و بعمر
بشارت دہ کہ باراں خواہد شد و ابن الجلا میگوید کہ بمدینہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم در آمدم و یک دو فاقہ بر من گذشتہ بود بقبر شریف استادم
و گفتم انا ضیفك یا رسول اللہ و بخواب رفتم پیغمبر خدا را دیدم صلے اللہ
علیہ وسلم رغیفی بدست من داد نصفے را ہم در خواب خوردم چوں بیدار شدم
نصف دیگر در دست من باقی بود صاحب مواہب نے لکھا ہے کہ مکۂ معظمہ میں میرے
سینا درد ہوا کہ اطبا اسکے علاج سے عاجز آئے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے استعانت کی آرام ہوگیا اور لکھا ہے کہ میں زیارت سے پھر کر مصر جاتا تھا
کہ میری خادمہ کو جن سے آسیب پہنچا میں نے استشفاع بجناب رسالت پناہ صلعم کیا

آرام ہوگیا شیخ محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ کے باب زیارت قبور میں لکھا ہے
حجۃ الاسلام امام محمد غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوی در حیات استمداد
کردہ میشود بعد از وفات و یکے از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را
از مشائخ کہ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفہائے ایشاں در حیات
خود یا بیشتر شیخ معروف کرخی و شیخ عبد القادر جیلانی و دو کس دیگر را از
اولیاء شمردہ و مقصود حصر نیست انچہ خود دیدہ و یافتہ است گفتہ و سیدی
احمد بن زروق از اعاظم فقہا و مشائخ دیار مغرب است گفت کہ روزے شیخ ابو العباس
حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقوی ست یا امداد میت من گفتم قومی میگویند
امداد حی قوی تر است و من میگویم امداد میت قوی تر است پس شیخ گفت نعم
زیرا کہ وے در بساط حق است و در حضرت اوست و نقل دریں معنی ازیں طائفہ
بیشتر از آنست کہ حصر و احصا کردہ شود و یافتہ نمے شود در کتاب و سنت و اقوال
سلف صالح کہ منافی و مخالف باشد و رد کند ایں را انتہی اور اسی طرح کی کتاب
الجہاد میں لکھا ہے چہ میخواہند ایشاں باستمداد و بامداد کہ ایں فرقہ منکر اند
آنرا آنچہ ما فہمیم ازاں اینست کہ داعی محتاج فقیر الی اللہ دعا میکند خدا را و
طلب میکند حاجت خود را از جناب عزت و غنائے وے و توسل میکند بروحانیت
ایں بندہ مقرب و مکرم در درگاہ عزت وے و میگوید خداوندا برکت ایں
بندۂ تو کہ رحمت کردۂ او را و بلطف و کرمی کہ بوی داری بر آوردہ گردان
حاجت مرا کہ تو معطی کریمی یا ندا میکند ایں بندہ مکرم و مقرب را کہ اے بندۂ خدا
اے ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا کہ بدہد مسئول و مطلوب مرا و قضا
کند حاجت مرا پس معطی و مسئول پروردگار ست تعالے و تقدس و نیست
ایں بندہ در میان مگر وسیلہ و نیست قادر و فاعل و متصرف در وجود مگر
حق سبحانہ و اولیائے خدا فانی و ہالک اند در فعل الٰہی و قدرت و سطوت
وے و نیست ایشاں را فعل و قدرت و تصرف نہ اکنون کہ در قبور اند

ونہ درآں ہنگام کہ زندہ بودند در دُنیا واگر اینمعنی کہ در امداد واستمداد ذکر کردیم موجب
شرک وتوجہ بما سوائے حق باشد چنانچہ منکر زعم میکند پس باید کہ منع کردہ شود
توسل وطلب دعا از صالحان ودوستان خدا در حالت حیات نیز واین
ممنوع نیست بلکہ مستحب ومستحسن است باتفاق وشائع است در دین انتہیٰ
تفسیر عزیزی میں سورۂ انشقّت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ بعضے از خواص اولیاء اللہ
راکہ آلۂ جارح تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم
(یعنی درحالت موت) تصرف در دنیا دادہ واستغراق انہا بجہت
کمال وسعت تدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمیگردد واویسیان تحصیل
کمالات باطنی از آنہا مے نمایند وارباب حاجات حل مشکلات خود را ازانہا
مے طلبند ومے یابند انتہیٰ۔ علاوہ ازیں اوراد ماثورہ میں بھی اس
قسم کے اعمال ہیں کہ جو یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ سے مشابہ
ہیں چنانچہ حصن حصین میں آیا ہے وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ
اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یعنی اور
جو چاہے مدد کسی امر میں چاہیے کہ کہے اے بندۂ خدا کے مدد کرو میری
اے بندۂ خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندۂ خدا کے مدد کرو میری۔
اور دوسری جگہ حصن حصین میں آیا ہے ومن کانت لہ ضرورۃ
فلیتوضأ فیحسن وضوءہ ویصلی رکعتین ثم یدعو اللّٰھم انی
اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی
اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللّٰھم فشفعہ فیّ
یعنی جس کو ہووے کوئی ضرورت پس وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور
پڑھے دو رکعتیں نفل کی پھر دُعا کرے یہ یا اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں
تجھسے حاجت اپنی اور متوجہ ہوتا ہوں طرف تیرے ساتھ وسیلہ نبی تیرے
کے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی رحمت ہیں یا حضرت محمد صلے اللہ

علیہ وسلم تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں ساتھ وسیلے تیرے کے طرف پروردگار
اپنے کے بیچ اس حاجت اپنی کے تاکہ روا کیجاوے حاجت واسطے میرے یا اللہ
پس شفاعت قبول کر اُنکی میرے حق میں ظاہر ہے کہ ان ہر دو اعمال میں ندا
اور استمداد موجود ہیں پس جو اعتراض یا شیخ الخ پر وارد ہوتے ہیں وہی
ان اعمال پر بھی وارد ہوتے ہیں لیکن اگر ان کی جواز و عدم جواز کا استفتا
کیا جائے تو یقین ہے کہ جواز ہی کا فتوے دیا جائیگا پس اسی قیاس سے
اگر یا شیخ الخ کی بھی عدم شرک و جواز کا فتوے دیا جائے تو کیا مضائقہ
اور قطع نظر ازیں کہ ندا و استمداد معمول و ماثور ثابت ہوتی ہے لیکن
ثقات سے جو معلوم ہوا وہ یہہ ہے کہ اس وظیفہ میں ندا اور استمداد
سے کچھ تعلق نہیں بلکہ مطلق اُن الفاظ میں باذن اللہ تعالے تاثیر ہے۔
اور اگر کسی حاجت کے واسطے پڑھا جاتا ہے تو بحولہ تاثیر ہوتی ہے۔
بشرطیکہ کسی کامل شخص سے پوچھا ہو اور بلا اجازت کاملین اس وظیفہ
کے پڑھنے میں امید تاثیر نہیں پس اس صورت میں اوراد ماثورہ پر مواظبت
اولےٰ و انسب ہے فقط واللہ اعلم وحکمہ احکم۔

کتبہ فقیر حقیر محمد حیدر اللہ عفی عنہ
جلال پوری

للّٰہ در من اجاب فقد اجاد واصاب واختار ما ھو مختار الاخیار
واثر ما ھو الماثور عن العلماء الکبار۔

محمد لطف اللہ علیگڑھی عفا اللہ عنہ

محمد لطف اللہ ۱۳۱۰

اس کا پڑھنا شرک اُس وقت ہے کہ شیخ کو عالم غیب و متصرف مستقل جانے
اور جو اس لفظ میں برکت و اثر جانکر پڑھے تو بعض مشائخ قادریہ کا معمول
ہے ایسے پڑھنے پر تکفیر ہو سکے اور نہ تفسیق اگرچہ ایسے وظیفہ کا

پڑھنا اولےٰ[1] بھی نہیں اور کسی مسلمان پر گمان کفر شرک فسق کا کرنا جب تک
تاویل اُس کے قول کی حسن ہو سکے درست نہیں ہاں اگر وہ اقرار کرے
کہ میری مراد معنی کفر کے ہیں تو مضائقہ نہیں اور جب تک کہ وہ اقرار
کچھ نہ کرے تو تاویل کر کے مسلمان بتاوے اور جو تاویل اچھی بیان
کرے تو پھر اسپر گمان بد کرنا خود معصیت ہے۔ انّ بعض الظنّ
اثم لہذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے اور پہلی صلوٰۃ بھی درست
ہے اور باہم اتفاق واجب ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

احمد
رشید

پڑھنا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا جائز ہے اسکو مطلقاً شرک اور کفر کہنا
خلاف حق ہے اگرچہ بانضمام نیت فاسدہ کسی خوانندہ کے احتمال شرک کا
بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ احتمال راجع طرف اُس کی نیت فاسدہ کے ہے۔ نہ
طرف نفس جملہ مذکورہ کے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جملہ مذکورہ میں دو
امر ہیں ایک ندا ساتھ لفظ یا شیخ عبد القادر جیلانی کے دوسرے سوال کرنا
حضرت شیخ موصوف سے ساتھ لفظ شیئاً للہ کے امر اوّل یعنی ندا کرنا
چند طور پر ہو سکتا ہے اول بمقتضائے ادعاء مجرد جس کو اصطلاح اہل
معنی و بیان میں التفات کہتے ہیں کہ پکارنے والا غائب کو حاضر قرار دیکر
پکارتا ہے اور اپنے کلام میں مخاطب گردانتا ہے چنانچہ اکثر مثنویات اور
قصائد اکابر میں اس قسم کی ندا واقع ہے یا صراحتہً کلام غائبانہ سے
انتقال بسوے خطاب حاضرانہ کر کے ندا کرتا ہے۔ دوسرے بمقتضائے

[1] اولےٰ تو ذکر جہر بھی نہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ خیر الذکر
الخفی ۱۲

غم والم کہ مغموم حالت غم میں اموات کو پکارتا ہے تیسرے بمقتضائے فرط محبت
اور فوران مودت کے کہ محب عاشق غلبۂ شوق اور ولولۂ ذوق میں اپنے محبوب
غائب کو پکارتا ہے کہ اس سے اوس کے دل مضطر کو کچھ تسکین ہوتی ہے۔
چوتھے حالت خوف و مرض میں جیسے بیمار یا خائف حالت شدت مرض یا
خوف میں اپنے ماں باپ اور دیگر غمخواروں کو بے اختیار پکار بیٹھتا ہے اور
اُن کے حاضر ناظر ہونے اور سننے نسننے کا اُس کے دل میں خطور بھی نہیں
ہوتا پانچویں محض بقصد تبرک باسم گرامی منادی چھٹے بطریق حکایت
اور عبادت جیسے يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ اور يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ کہ
اس کا پڑھنے والا کلام حق سبحانہٗ کو بطریق حکایت واسطے عبادت
کے تلاوت کرتا ہے۔ ساتویں واسطے امتثال امر شارع کے جیسے تشہد
میں السّلام علیک ایہا النّبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہ اسمیں آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلّم پر سلام پہنچانا ساتھ ندا کے حکم شرعی ہے باینطور کہ اپنے
قلب میں آنحضرت صلعم کا وجود باجود بشخصہ حاضر کرکے یعنی تصوّر
صورت مبارک کا کرکے ندا کرے اور سلام پہنچائے اور پھر یقین کرے
کہ آنحضرت صلعم کو میرا سلام پہونچا اور آنحضرت صلعم نے جواب سلام
دیا چنانچہ امام غزالی رح احیاء العلوم میں بیان تشہد میں لکھتے ہیں۔
واحضر فی قلبک النّبی صلعم وشخصہ الکریم وقل السّلام
علیک ایّھا النّبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ولتصدّق املک فی انہ
یبلغہ ویرد علیک ما ھو وفی منہ انتہیٰ آٹھویں بطریق توسل
واستمداد بنہج معہود شرعی ندا کرنا اگرچہ نسبت اموات کے ہو جیسے
آنحضرت صلعم نے خود ندا کرنا ساتھ نام نامی اور اسم گرامی اپنے کے
تعلیم فرمایا چنانچہ جامع ترمذی میں ہے عن عثمان ابن حنیف ان
رجلا ضریرا اتی النّبی صلعم فقال ادع اللہ ان یعافینی

قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خير لك قال فادعه قال فامره ان يتوضا فيحسن وضوءه ويدعوا بهذا الدعاء اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد انی توجهت بك الى ربي في حاجتي لتقضى اللهم فشفعه انتهیٰ اور جذب القلوب کے پندرھویں باب میں ہے کہ توجہ واستمداد با آنحضرت صلعم بعد از وفات درو سے نیز آثار ورود یافتہ طبرانی در معجم کبیر از عثمان ابن حنیف روایت مے آرد کہ مردے بود کہ او را نزد عثمان ابن عفان حاجتے بود کہ روا نمے شد و عثمان بن عفانؓ اصلا بحال او التفات نمے داشت آں مرد خود را بہ عثمان بن حنیف برد و صورتِ علاج آں بازجست گفت رو وضو کنی و بمسجد درآ و دو رکعت نماز بگذار و بگو اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد انی اتوجه بك الى ربي لتقضى حاجتي الخ نویں فقط بطور عمل ندا کرنا یہ سب وجوہ ندا کے جائز ہیں اس لئے کہ انمیں اعتقاد استقلال غیب دانی احد منادی کو حقیقۃً حاضر اور ناظر جاننا اور یہہ سمجھنا کہ میرے پکارنے کو حتماً ہر حال میں باستقلال یعنی بغیر سنا دینے حقتعالےٰ کے سُنتے ہی ہیں نہیں البتہ اگر کوئی باعتقاد کذائی ندا کرے تو حکم شرک اسپر ممکن ہے لیکن اہل اسلام سے ایسا عقیدہ بہت مستبعد ہے اور حق تعالےٰ کے عباد کو مطلقاً بوقت حاجت اور استمداد کے پکارنا احادیث میں وارد ہے چنانچہ حصن حصین میں علامہ جزری نے یہہ حدیث بروایت طبرانی نقل کی ہے اذا انفلتت[1] دابة احدكم فليناد يا عباد الله

[1] یہہ حدیث طرق متعدد سے مروی ہے اس کی نسبت جامع الدرر شرح حصن حصین میں لکھا ہے قال بعض العلماء الثقات هذا حديث حسن انتهیٰ اور حافظ ابو الحسن الہیثمی نے مجمع الزوائد میں اسکو ذکر کر کے (بقیہ حاشیہ بصفحہ ۲۷)

اعينوني وايضاً منه ان اراد عونا فليقل يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني انتهیٰ اور اس حدیث شریف کو ملائکہ حاضرین کے ساتھ خاص کرنا تخصیص بلا دلیل ہے اور امر ثانی یعنی سوال کرنا ساتھ شیئاً للہ کے دو طریق پہ ہو سکتا ہے ایک طلب بجہت تعظیم اور اکرام حقتعالےٰ کے بایں طور کہ اس میں ذکر اللہ تعالےٰ واسطے تعظیم اور اکرام الٰہی یا واسطے تبرک کے ہو دوسرے طلب بجہت حاجت حق تعالےٰ کے طریق اول جائز ہے آیہ کریمہ فان لله خمسه اس کی دلیل واضح ہے تفسیر بیضاوی میں اسکی تفسیر میں لکھا ہے والجمهور على ان ذكر الله تعالى للتعظيم كما في قوله تعالى والله ورسوله احق ان يرضوه وان المراد قسم الخمس على الخمسة المعطوفين انتهیٰ اور طریق ثانی ناجائز موجب شرک و کفر ہے لیکن کوئی اہل اسلام اگرچہ عوام سے ہو یہ طریق قصداً نہیں کرتا بلکہ جو کوئی اللہ تعالےٰ کے واسطے دیتا ہے یا طلب کرتا ہے یا اُس کے واسطے مقرر کرتا ہے تو اُس میں تعظیم اکرام الٰہی اور حاجت روائی کسی فقیر محتاج کی اُس کا مقصد ہوتا ہے جس کا اثر مرتب ثواب اخروی ہے نہ حاجتمندی حق سبحانہ وتعالےٰ عن ذلك علوا كبيرا کی جیسے فان لله خمسه

(بقیہ حاشیہ) لکھا ہے۔ ورجالہ ثقات اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے زوائد بزار میں اس کی تحسین کی ہے علاوہ بریں حصن حصین میں ہونا اس حدیث کا اس کی صحت کی دلیل ہے سوائے اس کے فضائل اعمال میں اور مناقب وغیرہ میں سوائے احکام کے حدیث ضعیف بھی حجت ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ بعض نے اُس کو حسن بھی کہا ہو وهذا لا يخفى على من له تفقه في الدين ۱۲۔ منہ

اور من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً میں جب باہم احیاء صوری
کے اس قسم کی تعبیرات بلحاظ طریق اوّل صحیح اور جائز ہیں اگر چہ
بانضمام نیت فاسدہ اور بارادۂ طریق ثانی یہاں بھی احتمال شرک
کا قائم ہے پھر ایسی عبارات کو نسبت اولیاء کرام رضہ کے بعد ارتحال
فقط بر بنائے ارادۂ طریق ثانی جو مستبعد اور غیر متبادر ہیں یا بر
بنائے عدم قدرت مسئول عنہم بعد الارتحال کی نا جائز اور شرک کہنا
خلاف حق ہے بلکہ اپنے کو محل خطر اور مصداق بناء احد ہما کا بنانا ہے
اس لئے کہ بناء اوّل تو لازم اور متعین نہیں بلکہ اوسکا خلاف یعنی
ارادۂ طریق اول تعارف اور تبادر سے اور نیز اس وجہ سے کہ جہاں بوے
احتمالات کفر کی ہوں اور ایک احتمال اُس کے نفی کا ہو تو عمل احتمال نفی
پر کیا جاتا ہے متعین ہے قال العلی القاری فی شرح الفقہ الاکبر
و قد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لہا تسع وتسعون
احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی
ان یعمل بالاحتمال الثانی لان الخطاء فی ابقاء الف کافر اھون
من الخطاء فی افناء مسلم واحد انتہی اور بنائے ثانی یعنی مطلقاً
عدم قدرت مسئول عنہ کی نسبت شیئے مسئول متبادر اور متعارف کی
بھی متحقق نہیں اسلئے کہ بحسب عرف و عادت کے اونسے فقط توسّل بطریق
سفارش وشفاعت مطلوب ہوتا ہے اور اصل مطلب جسکا یہ ذریعہ اور
توسّل تلاش کیا ہے حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ سے طلب کرتے ہیں چنانچہ
شاہ ولی اللہ صاحب رح انتباہ میں بعد لکھنے ترکیب ختم طریقۂ قادریہ
کے جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا ایکسو گیارہ بار پڑھنا
لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں درود یک صد و یازدہ بار خواندہ ختم میکنند
واز خدا سے تعالےٰ مطلب میخواہند انتہی اور یہ امر یعنی توسّل وسفارش

جو لفظ شیئاً للہ سے مراد ہوا بتمکین و تقدیر حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ اُنکا
مقدور ہے بعد علم آنے طلب توسل کے باعلام والہام الٰہی وسیلہ ہوکر اُنکا
سفارش کرنا کیا تعجب کی بات ہے بلکہ بعض اولیاء کرام ذوی المناصب
کو تدبیرات اور تصرفات عالم میں علےٰ حسب المراتب حق سبحانہ وتعالےٰ کی
طرف سے بعد الارتحال بھی دخل ہوتا ہے چنانچہ تفسیر بیضاوی میں سورۂ
والنّازعات غرقاً کی تفسیر میں لکھا ہے وصفات النفوس الفاضلۃ
حال المفارقۃ فانّہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من
اغراق النّازع فی القوس صح فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح
فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر بشرفہا وقوتہا من
المدبّرات انتہیٰ ۔ جب حضرت حق سبحانہٗ وتعالےٰ نفوس زکیہ
اولیاء کرام کو فالمدبرات امرا میں درج فرماکر اُن کی قسم کھائی تو اُن سے
طلب توسّل و استمداد کیونکر نہ کیجائے جیسے جملہ مذکورہ (یا شیخ عبد القادر
جیلانی شیئاً للہ) میں اور اس کو کفر و شرک کیونکر ٹھہرایا جاوے امامنا
و مقتدانا و وسیلتنا الی اللہ سبحانہ حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی افرغ اللہ علینا من بحار خدماتہم و انہار برکاتہم
کاساً دھاقاً جلد ثانی کے مکتوب اٹھاون میں فرماتے ہیں جنیان را بتقدیر
اللہ سبحانہٗ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع
آرند ارواح کملا را اگر این قدرت عطا فرمایند چہ محل عجب است وچہ
احتیاج بہ بدن الخ حضرت شاہ ولی صاحب رح حجۃ البالغہ میں لکھتے
ہیں واذا مات انقطعت العلاقات ورجع الی مزاجہ
فیلحق بالملائکۃ وصار منہم والہم کالہامہم ویسعی فیما
یسعون وربما اشتغل ھؤلاء باعلاء کلمۃ اللہ و نصر
حزب اللہ وربما کان لہم لمۃ خیر بابن ادم انتہی ۔ و

قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل من یستمد فی حیاتہ یستمد
بہ بعد وفاتہ انتہی کذا نقل الشیخ عبد الحق الدہلوی فی شرح
المشکوٰۃ حاصل یہ ہے کہ جملہ مذکورہ یا شیخ الخ واسطے استمداد اور طلب
توسل کے مقرر ہے کبھی اس کو بطریق عمل اور کبھی بطور تبرک بھی پڑھتے
ہیں لہذا اس کے جواز میں کچھ تامل نہیں البتہ اگر کوئی اس میں اعتقاد
سوء ملائے اس کو اس اعتقاد سے ممانعت چاہیئے فتاوے خیریہ میں
ہے یا شیخ عبد القادر فہو نداء اذا اضیف الیہ شیئ للہ
فہو طلب لشیئ اکراما للہ تعالےٰ فما الموجب لحرمتہ انتہیٰ
مختصرا وفی الدر المختار ناقلا عن شرح الوہبانیۃ کذا شیئ
للہ قیل یکفر انتہی قال علیہ علامۃ الشامی فی رد المحتار لعل وجہہ
انہ طلب شیئا للہ واللہ تعالیٰ غنی عن کل شیئ والکل مفتقر و
محتاج الیہ وینبغی ان یترجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول
اردت ان اطلب شیئا اکراما للہ تعالےٰ شرح الوہبانیۃ
قلت وینبغی او یجب التباعد عن ہذہ العبارات وقدمر ان
فیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح لکن ہذا
ان کان لا یدری ما یقول اما ان قصد المعنی الصحیح فالظاہر
انہ لا باس بہ انتہیٰ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ جملۂ مذکورہ کے پڑھنے والوں
پر حکم کفر دینا خلاف حق ہے پس بعض روایات سے دھوکا کھا کر کفر کا
حکم دینا نہ چاہیئے چنانچہ خیر الدین رملی بعد عبارت منقولہ سابق کے
لکھتے ہیں ولا یجوز الاغترار بما فی قید الشرائد ونظم
الفوائد ومن قال شیئ للہ بعض یکفر الخ اذ لا وجہ لذلک
وکیف ذلک مع قولہم لا یخرج المؤمن من الایمان الا جحود
ما ادخلہ فیہ وقولہم الکفر شیئ عظیم فلا یکفر المسلم

اذا اختلف فیہ ولو بروایۃ ضعیفۃ ومعاذ اللہ ان یوجد
الکفر بذلک وقد قال شارحہ وینبغی ان یرجح فیہما عدم
التکفیر ووجہ التکفیر بانہ طلب شیئ للہ وہو جل و
علا غنی عن کل شیئ فان کل محتاج الیہ وہذا لا یختلج
فی خاطر احد فان ذکرہ تعالےٰ للتعظیم کما فی قولہ
فان للہ خمسہ ومثلہ کثیر انتہی واللہ سبحانہ اعلم
وعلمہ اتم واحکم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون
وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین۔

کتبہ العبد المذنب العاصی محمد گوہر علی عفا اللہ سبحانہ
عن ذنبہ الخفی والجلی [محمد گوہر علی] رام پور

لاشک فی صحۃ الجواب فللہ در المجیب المثاب محمد ارشاد حسین عفی عنہ [احمدی محمد ارشاد حسین] رام پور

الجواب صواب العبد محمد امداد حسین عفی عنہ [محمد امداد حسین] الجواب صواب بلا ریب
وارتیاب [خاں محمد عبد الغفار] [عبدہ محمد المتوکل علی اللہ]

بے شبہ اس جملہ متبرکہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے پڑھنے کی
ممانعت مخالفین سے مبنی ہے اوپر وجوہ ثلثہ مذکورہ فی الجواب کے یعنے
ندا غائب کو اور استعانت بالغیر اور کلمۂ للہ مبارک سے توہم
احتیاج نسبت حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ کے سو وجہ ثالث میں
مخالفین نے مقابلہ کیا ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نعوذ
باللہ منہا اس لئے کہ فان للہ خمسہ کلام اللہ میں اور من اعطے اللہ

کلام رسول اللہ صلعم میں وارد ہے دیکھو مفسرین و محدثین نے
اُس کے معنے کیا کیئے ہیں پھر اُس کے مقابل میں محض اپنے توہم
کو دخل دینا کیسا ایمان اور اسلام ہے خصوصًا بزرگانِ دین اور
پیشوایان شرع متین کے اعمال میں اپنے خیال فاسد سے وجہ ناجایز
تراش کر اُن کو مورد سہام طعن بنانا شقاوت کی علامت ہے۔ اور
ندا غایب کو حالتِ حیات میں اور بعد الممات ثابت ہے قول و فعل
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور ائمہ اعلام سے
جیسا کہ تحقیق محقق مجیب سے واضح و لایح ہے غور کرنا چاہیئے کہ یا
محمد انی اتوجہ بك الی ربی خصوصًا اور اعینونی یا
عباد اللہ عمومًا خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ
رضوان اللہ علیہم اور غیر صحابہ کو تعلیم فرمایا یا نہیں اعظم ارکان
اسلام یعنے نماز میں السلام علیك ایّھا النبیّ جس کا پڑھنا
ہر شخص پر ضرور ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یا کسی
اور کا اور علیٰ ہذا القیاس استعانت بالغیر بطریق توسّل بلا اعتقاد
استقلال مامور بہ ہے ساتھ نص قطعی کے اور ثابت ہے قول و فعل
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قول و فعل صحابہ اور ائمہ ہدٰے سے
رضوان اللہ علیہم اجمعین و یکفی فی اثباتہ ماحرّرہ الفاضل
المجیب بارك اللہ سبحانہ فی حیاتہ و فیضانہ فلا
نطول الکلام ھٰھنا و سنفصلہ ان شاء اللہ تعالیٰ
سبحانہ عند الحاجۃ ۔ الحاصل جو امر کہ ثابت ہوا آیت اور حدیث
سے اور مامور بہ ہوا اور سنت کہ قول و فعل ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم اور صحابۂ کرام کا اس کو ناجائز کہنا اپنے گھر سے شریعت کا
گڑھنا ہے اور جب خصوصیت میں کلام آئیگا عہدۂ تکلیف سے استعفا

دینا پڑیگا یا تخلف کی اطاعت ہم نہیں جانتے کہ یہ ممانعت ثمرہ ہے عامل
بالحدیث ہونے اور موحد بننے کا یا خیال خام ہدایت کا یا انکار
ولایتِ حضرت امام الاولیا رضی اللہ عنہ کا اول و ثانی تو مصداق
ہے مضمون اس بیت کا بیت و مجدث حتےٰ کدت
تبخل حائلاً × للمنتھیٰ ومن السّرور بکا × باقی رہا ثالث
سو اُسکا جواب یہ ہے کہ اسی فرقۂ مخالف سے اسی محل میں ہمارا
کلام نہیں ہے توحید و رسالت کے منکر بھی تو عالم میں آخر موجود ہیں
پھر اُن کا وجود کیا مستبعد ہے۔ واللہ سُبحانہٗ الموفق الرّضائہ
و للایمان بہ و باولیائہ +

العبد

ابو الذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ
رام پوری

یا شیخ عبد القادر شیئًا للہ دعواتِ عظیمہ اور اسرار فخیمہ سے ہے
اور قضاے حوائج کیواسطے مجربات و معمولات سے شیوخ سلسلۂ
قادریہ کے ہے ایک جماعت اکابر علماء و فقہا کی اس کے کہنے کو جائز
رکھتی ہے اور جو لوگ کہ اس کے کہنے کو منع کرتے ہیں اون کے قول
کو رد کیا ہے پھر جب وہ کہنا جائز ہوا اور شرک نہ ہوا تو اُس کے
کہنے والے کے پیچھے نماز بھی بلا شبہہ درست ہے خیر الدین رملی
نے فتاوے خیریہ میں کہا ہے۔ واما قولھم یا شیخ عبد القادر
شیئًا للہ فھو نداء و اذا اضیف الیہ شیی اللہ فھو طلب
الشیئ اکراما للہ فما الموجب لحرمتہ ولا یجوز الاغترار
بما فی قید الشرائد و نظم الفوائد و من قال شیئ للہ

بعض یکفر الخ اذ لا وجہ لذلک وکیف ذلک مع قولہم
لا یخرج المومن من الایمان الا جحود ما ادخلہ فیہ وقولہم
الکفر شیئ عظیم فلا یکفر المسلم اذا اختلف فیہ
ولو بروایۃ ضعیفۃ ومعاذ اللہ ولا ان یوجد الکفر
بذلک وقد قال شارحہ وینبغی ان یرجح فیہا عدم
التکفیر ووجہ التکفیر بانہ طلب شیئ للہ وھو جل وعلا
غنی عن کل شیئ فالکل محتاج الیہ وھذا لا یختلج فی خاطر
احد فان ذکرہ تعالیٰ للتعظیم کما فی قولہ فان للہ
خمسہ ومثلہ کثیراً انتہیٰ اور مولانا الشیخ حسین مکی نے کشط الاتاب
میں لکھا ہے واذا ثبت ان الانبیاء والاولیاء بعد الارتحال
من ھذا الدار اسمع وابصر من الاحیاء فان ناداھم بعض
ملھوفین وطلب منہم التوسل والدعاء عند اللہ لکشف
ھمومہ واسناہ وقال مثلا یا عبدالقادر شیئاً للہ
فلا نری بہ بأسا وشناعتہ ویکون طلب للتوسل
والشفاعۃ لانا نعتقد ان احدا بعد الموت لا یملک
شیئا من التصرف فی الوجود بل لا معطی ولا واھب
الا اللہ النافع الکریم الودود ولا یطلب منہم الا ما
یملکونہ وھو التوسل عند اللہ فی قضاء الاوطار
وھذا التوسل جائز کما ثبت بالاخبار والآثار انتہیٰ اور
فتاوے علامۃ السید عمر البصری المکی میں ہے سئل رضی اللہ عنہ
عن قول الناس شیئ للہ یا فلان ھل ھذا اللفظہ عربیۃ ام
عجمیتہ وھل نہی عنہا الشافعی فی بعض کتبہ او بعض اصحابہ
وھل ھی حرام او مکروہ ام لا اجابہ قول العامۃ شیئ للہ

یا فلان عربیۃ لا عجمیۃ لکنہا من المولودات اھل العرف ولم
یحفظ لاحد من الائمۃ نصا فی النہی عنہا ولیس المراد بہا
فی اطلاقہم شیئا یستدعی مفسدۃ الحرام والمکروہ
لانحصر انما یذکر ونہا استمدادا او تعظیما لمن یحسنون فیہ
الظن واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم انتہیٰ اور شیخ احمد السجاعی شرح
وظیفہ زروقیہ میں فرماتے ہیں وقد سئل الحافظ شہاب الدین
ابن حجر العسقلانی عن قال شیئ للہ یا سیدی عبدالقادر
فقال لہ شخص ھذا شرک فھل دعوی الاشراک خطأ فی قائلہ
ویجب علیہ التوبۃ والاستغفار من ذلک فاجاب بما
حاصلہ ان اعتقد القائل ان حصول الکائنات بارادۃ اللہ
تعالیٰ ولم یقصد حقیقتہ الدعاء لم یمنع وکان الاولیٰ
ان یقول اسأل اللہ واتوسل بعبدہ فلان ان یقضی
حاجتی واما اطلاق کون ذلک اشراکا فلا وانما تکلم فی
ذلک ابن تیمیہ واراد التحذیر مما وقع لاھل الجاھلیۃ لکنہ
توسع فی ذلک کعادتہ وانکر الناس علیہ ذلک من زمانہ
الی الآن خصوصاً فی قولہ انہ لا یتوسل باحد من الانبیاء
ولا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علم بعض الصحابۃ ان یقولوا
انی اتوسل الیک بنبی الرحمۃ انتہیٰ۔ اور مولانا محمد غوث
رحمۃ اللہ علیہ انہار المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ
میں لکھتے ہیں بدانکہ یا شیخ عبدالقادر شیئ للہ نیز از دعوات عظیم
واسرار فخیم است و در قضاے حوائج از مجربات و معمولات شیوخ
سلسلۂ قادریہ است انتہیٰ اور امام العلما قاضی الملک بدر الدولہ
مرحوم نثر الجواہر میں فرماتے ہیں یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ بھی

بڑی دعوت ہے اور حاجت برآئی میں مجرب ہے انتہے واللہ اعلم۔

کتبہ عبید اللہ کان اللہ تعالےٰ لہ قاضی مدراسی

خادم شریعت غرا عبید اللہ قاضی مدراسی

الجواب صحیح سید محمد اسحاق الخاطب طرازش خاں

طرازش خاں

قد صح الجواب العبد محمد ظہور الحسن عفی عنہ

فی الحقیقت پڑھنا یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا بغرض استشفاع
و توسل بجناب قطب الاقطاب در درگاہ مسجود الجباہ رب الارباب تعالےٰ
جائز ہے اور تفصیل اس کی بعضے فتاوے میں حضرت شیخ محمد عابد سندھی
مدنی قدس سرہ السنی کے مذکور ہے ہاں بہ نیت تقرب جناب قطب الاقطاب
باعتقاد استقلال انجاح مراد شرک ہے والعیاذ باللہ منہ فتح العزیز
میں ہے از آنجملہ اند کسانیکہ در ذکر دیگراں را با خدا ہمسری کنند و نام
دیگراں را مانند نام خدا بطریق تقرب ذکر مے کنند و از آنجملہ اند کسانیکہ
در دفع بلایا دیگراں رامے خوانند و ہمچنین در تحصیل منافع بدیگراں
رجوع مے نمایند باستقلال نہ آنکہ توسل بآں دیگراں نمایند انتہیٰ۔
اور یہ بھی ہے واستعانت از غیر بوجہیکہ اعتماد برآں غیر باشد و اورا
مظہر عون آلہی نداند حرام ست واگر التفات محض بجانب حق است
و اورا یکے از مظاہر عون آلہی دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب و حکمت
او تعالےٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہر مے نماید دور از عرفان نخواہد
بود و در شرع نیز جائز و رواست وانبیاء و اولیا ایں نوع استعانت
بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بحضرت حق است لا غیر انتہیٰ
اور نماز پیچھے مشرک کے درست نہیں ہے۔ اسکا اعادہ چاہیئے۔ واللہ اعلم
حررہ ابو الاحیا محمد نعیم غفر اللہ لہ العلی الرب الحکیم لکھنوی۔

الجواب صحیح حررہٗ ابوالکرم محمد اکرم عفی عنہ

ابوالکرم محمد اکرم

فی الواقع پڑھنا یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا مطلقاً محکوم علیہ کسی
حکم کے ساتھ نہیں ہوسکتا بلکہ بعض تقادیر پر محکوم علیہ ساتھ ایک حکم
کے اور دوسرے پر دوسرے کا ہوگا اور تفصیل ضروری اس کی یہ ہے
کہ کلام مذکور سے ندا و استمداد مقصود ہے یا نہیں اگر مقصود ہے
تو یہ قصد آیا مبتنی ہے ذریعہ جاننے پر حضرت شیخ کے باب انجاح
مرام میں اور احتمال پر حضور حضرت شیخ کے کہ جو متعلق مشیت آلہی
ہے خواہ وہ حضور بارفاع حجابات ہو یا باحضار نفس نفیس یا
لطیفہ تمثالیہ حضرت شیخ ہو یا مبتنی ہے خلاف برآں دونوں
امروں کے بر تقدیر اول اگر کوئی کلام مذکور کو باجازت مرشد
کامل و حاذق کے کہ جو طبیب روح ہے پڑھتا ہو تو پڑھنا
اوس کا گویا واجب و ضروری ہے اور اگر بلا اجازت ایسے مرشد
کے پڑھتا ہو تو جائز ہے مگر ترک اولےٰ بلکہ مقام اُس کے
ورد وظائف قرانیہ و حدیثیہ کا احری والنسب ہے اور
بر تقدیر ثانی بجمیع صورت پڑھنا ناجائز ہے مگر ایک تقدیر
پر کہ جو ہونا قصد کا مبتنی ذریعہ اور حضور یقینی مشیت
آلہی پر ہے پڑھنا مکروہ و مستنکر معلوم ہوتا ہے اور اگر ندا
استمداد مقصود نہو تو حکم پڑھنے کا وہی ہے کہ جو شق اول
کی تقدیر اول پر ہو چکا اور انہی صورت مذکورہ میں سے جو
صورت ناجائز ہے وہ شرک ہے قاصد اُسکا مشرک ہے اور نماز
پیچھے اُس کے نیم جائز اور اعادہ نماز سابق کا کہ جو اُس کے پیچھے
پڑھی گئی ہے لازم و ضروری ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔

حررہ الراجی عفو ربہ الہادی محمد عین القضاۃ الحیدرآبادی
صانہ اللہ ذوالایادی بکرمہ الہادی فی العواقب والمبادی -

المجیب مصیب
احمد حسین عفی عنہ
مدرس دار العلوم کانپور

دل گر جان احمد حسن

الجواب صواب
محمد علی عفی عنہ
کانپوری

الجواب صحیح والرای نجیح
ابوالقاسم محمد عبدالغنی
الحنفی البہاری نور اللہ
قلبہ بنور العرفان وجزاہ
غزلان الجنان

العبد
محمد مسعود نقشبندی
دہلوی

لاریب فی صحۃ ہذا الجواب وقد ظہر الحق
فی ہذا الباب ولیس بعد الحق الا الضلال
وللمجیب المصیب جزاءہ عند المتعال
العبد حامد حسین عفی عنہ

اعظم اللہ اجرا من اجاب
فانہ اظہر الحق والصواب

حامد حسین

محمد ریاست علی خان

واقعی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا شرک جب ہی ہے
جب شیخ کو عالم بالغیب و منصرف مستقل سمجھے مگر جب یہ اعتقاد
نہیں بلکہ برکت و اثر جان کے پڑھے تو ہرگز نہ کفر ہے نہ فسق
نہ موہم شرک بلکہ مجرب و معمول مشائخ قادریہ ہے اس پر سند
قول شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ہے
ایسے شخص کے پیچھے جو اس کو جائز رکھتا ہو نماز پڑھنا درست
ہے اور اعادۂ نماز لازم نہیں فتاوے خیریہ میں ہے یا شیخ عبدالقادر
فہو نداء اذا اضیف الیہ شیئ فہو طلب الشیئ اکراما للہ
فما الموجب لحرمتہ انتہی - کشط الاہاب میں حسین مکی نے لکھا ہے

واذا ثبت ان الانبیاء والاولیاء بعد الارتحال من ہذا الدار اسمع
وابصر من الاحیاء فان نادا ہم بعض الملہوفین وطلب
منہم التوسل والدعاء عند اللہ لکشف ہمومہ واساہ
وقال مثلا یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ فلا نری بہ باسا
وشناعتہ ویکون طلبا للتوسل والشفاعۃ لانا نعتقد ان
احدا بعد الموت لا یملک شیئا من التصرف فی الوجود
بل لا معطی ولا واہب الا اللہ النافع الکریم الودود
ولا یطلب منہم الا ما یملکونہ وہو التوسل عند اللہ
فی قضاء الاوطار وہذا التوسل جائز کما ثبت بالاخبار
والآثار انتہی ہذا واللہ اعلم حررہ المتعوذ باللہ من
رقیتہ الشیطان الراقی محمد ن المدعو بعبد الباقی
تجاوز اللہ عن سیاٰتہ یوم التلاقی وجعلہ مظہر
الاسم الباقی -

محمد عبد الباقی

فرنگی محل لکھنؤ

جب یہہ استفتا مرتب ہو گیا تو چند احباب متقاضی ہوئے کہ
اس کو طبع کرا دینا چاہیئے کہ بعض لوگوں کو جو اس مسئلہ میں بکمال
غلو انکار رہے وہ اس سے آگاہ ہو جائیں اور خواہ مخواہ کسی
مسلمان پر کفر و شرک کے فتوے دیکر خود معصیت میں مبتلا نہوں
لہذا اس کے چھپوانے کی کوشش کی گئی - ربنا لا تواخذنا
ان نسینا او اخطانا سبحان ربک رب العزۃ عما
یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین

تمت

فہرست کتب جن میں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کی الفاظ ہمیں سند پائی جاتی ہے

نام کتاب	نام مصنف
فتاوائے خیریہ	خیر الدین رملی اُستاد صاحب درمختار رحمۃ اللہ علیہم
فتاوی	شیخ محمد عابد سندھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
فتاوی	علامۃ السید عمر البصری المکی رحمۃ اللہ علیہ
شرح وظیفہ زروقیہ	شیخ احمد السجاعی رحمۃ اللہ علیہ
کشط الاہاب	مولانا شیخ حسین المکی رحمۃ اللہ علیہ
مکتوبات معصومیہ	حضرت خواجہ محمد معصوم فرزند وجانشین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم
انتباہ	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
نثر الجواہر	امام العلماء قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم
انہار المفاخر	مولانا محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ